جناب عرفان صدیقی
معروف کالم نگار

ملا محمد حسن رحمانی کی شخصیت

عظمت و تمکنت سے بے نیاز مولانا سمیع الحق

مولانا سمیع الحق اور صحافیوں کے مراسم اس لئے بڑے خوشگوار ہیں کہ مولانا نے کبھی علم کی عظمت اور عالمانہ تمکنت کو اپنے اوپر طاری نہیں ہونے دیا۔ ان کی بے تکلفی، بذلہ سنجی، نکتہ آفرینی اور شگفتہ گوئی نے ہمارے اس سفر کو کبھی بوجھل نہ ہونے دیا۔ طالبان ان کے لئے بچھے جا رہے تھے اور مولانا کو ہمارے آرام و آسائش کا خیال بے کل کئے رکھتا تھا۔ چائے، مشروبات اور قندھار کے شیریں پھلوں سے تواضع کے بعد بھاری بھرکم میزبان شخصیات کی آمد شروع ہوگئی۔

مولانا محمد حسن طالبان کی اعلیٰ قیادت میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ قندھار کے گورنر رہ چکے ہیں اور حال ہی میں انہیں پانچ صوبوں کے امور کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ غزنی، زابل، قندھار، ہلمند اور اورزگان کے گورنران کے ماتحت آتے ہیں شورائے عالی کے رکن اور اسپیکر ہیں۔

ملا محمد حسن کی مختصر گفتگو

مولانا سمیع الحق اور ان کے وفد سے مولانا محمد حسن کا تعارف کرایا گیا۔ سادہ و درویش سے اس شخص کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ انہوں نے مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا: بھائیو میں خوش ہوں کہ تم پاکستان سے ہمیں ملنے آئے ہو۔ ہماری باتیں سننے آئے ہو۔ ہم اور تم دو نہیں ہم کل بھی ایک تھے، آج بھی ایک ہیں اور انشاء اللہ کل بھی ایک رہیں گے۔ تم نے جہاد میں بھی ہمارا ساتھ دیا، جہاں ہمارا لہو گرا وہاں تم نے بھی اپنا خون بہایا۔ آج افغانستان کو امن اور سکون کی ضرورت ہے۔ تعمیرِ نو کی ضرورت ہے۔ اللہ کا وہ نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے جہاد کیا گیا۔ تم یہاں جب تک چاہو رہو خوب گھوم پھر کر دیکھو عام لوگوں سے ملو۔ تمہیں پتہ چلے گا کہ طالبان نے کس طرح اپنی ماتحت ولائتوں کو امن کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ پندرہ ولایتیں ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ جب سے اسلامی تحریک طالبان کی حکومت قائم ہوئی ہے ان پندرہ صوبوں میں پندرہ افراد بھی قتل نہیں ہوئے۔ ڈکیتی، اغوا، چوری اور لوٹ مار کی وارداتیں ختم ہو چکی ہیں۔

راستے اور شاہراہیں محفوظ ہیں۔کوئی شخص رات کے کسی لمحے سونا اچھالتا ہوا میلوں چلا جائے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں، کچھ دن قبل میرا گذر ضلع ارغندہ کے جنگلات سے ہوا جن میں کئی بستیاں بھی ہیں عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ پانچ خواتین کسی مرد کے بغیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جارہی ہیں۔ میں نے وہیں سجدہ کیا اور اللہ کے حضور شکرانہ کے نوافل پڑھے۔ تیز جانگیر! میں اس جگہ کی بات کر رہا ہوں جہاں دن کے وقت بھی پچاس ساٹھ آدمی قافلہ بنا کر چلا کرتے تھے۔ جہاں اغوا، قتل ڈکیتی، زنا کاری، غنڈہ ٹیکس اور دہشت گردی کی وارداتیں معمولی بن گئی تھیں۔ جہاں نہ کوئی قانون تھا اور نہ ضابطہ۔ یہ اللہ کے قانون کی برکت ہے کہ ہماری پندرہ ولایتوں کی وادیاں، پہاڑیاں، جنگل، ویرانے، شہر گاؤں اور سڑکیں محفوظ ہیں۔ یہ ہمارا نہیں حدود اللہ کا کمال ہے۔آج ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہمیں دعاؤں کی سوغات بھیجتی ہیں کہ تم نے ہماری نیندیں لوٹا دی ہیں۔ مغرب ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے مگر ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ ہم نے انسانوں کی بستیوں کو بھیڑیوں اور درندوں سے نجات دلا دی ہے۔کوئی شخص اسلحہ نہیں رکھ سکتا۔شادی بیاہ ہو یا کسی کا استقبال یا کوئی اور تقریب، بندوق کی ایک گولی بھی فائر نہیں کی جاسکتی۔تم لوگ آئے ہو تو ضرور ان بستیوں کو دیکھو۔لوگوں سے ملو، وہ جو کچھ کہیں وہ اپنے وطن جا کر بتاؤ اپنے اخباروں میں لکھو''۔

مولانا محمد حسن کی گفتگو میں بلا کی روانی تھی اور ان کے ہر لفظ سے بھرپور اعتماد ٹپکتا تھا۔امن وامان کی بحالی اور جرائم کی بیخ کنی بلاشبہ طالبان کی تحریک کا سب سے نمایاں پہلو ہے جس کی تصدیق ہر شخص کرتا ہے۔مولانا سمیع الحق مجمع عشاق میں گھرے بیٹھے تھے کہ شوراء عالی کے رکن اور تحریک کے مرکزی رہنما مولوی احسان اللہ احسان آگئے۔مولانا سمیع الحق کے ہاتھوں کو بوسہ دینے اور معانقہ کرنے کے بعد وہ ہم سے ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔

گورنر قندھار ملا محمد حسن رحمانی کی عظمتیں

چند لمحوں بعد حاجی ملا محمد حسن رحمانی تشریف لے آئے۔ روشن چہرے اور دہکتی آنکھوں والا یہ مجاہد روسیوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ سے معذور ہو چکا ہے۔ملا محمد حسن رحمانی ریسٹ ہاؤس میں داخل ہوئے تو ہمیں کسی سائرن کی آواز سنائی نہ دی۔کوئی ہنگامہ بپا نہ ہوا، ہٹو بچو کی صدائیں نہ اٹھیں۔سر پر سیاہ پگڑی اور کندھے پر سیاہ چادر ڈالے یہ چالیس بیالیس سال میں ہوتے ہیں۔ ہمارا گورنر تو ہر محفل میں سب سے اونچی، سب سے بنی سنوری کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس کے انداز نگاہ سے نخوت اور بڑائی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ ملا محمد حسن رحمانی تو گورنری کے ماتھے پر دھبہ ہے۔ میں دیر تک اپنے سامنے بیٹھے، والئی قندھار کو

دیکھتا رہا اور دیکھتے دیکھتے اس کا قد اونچا ہونے لگا۔ اونچا ہی اونچا۔ جاہ وجلال اور کروفر کے دینوی پیمانوں سے اتنا اونچا کہ میرے لئے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالنا مشکل ہوگیا۔ مجھے یوں لگا کہ ہمارے چاروں گورنر اوپر تلے کھڑے ہوکر بھی ملا محمد حسن رحمانی کی بائیں ٹانگ کے مصنوعی جوتے تک نہیں پہنچ پاتے۔ ہم گورنر سے ادھر ادھر کی متفرق باتیں کرنے لگے۔ گورنر نے ہمیں بتایا کہ ''میں پہلے بیت المال کا ایک چھوٹا اہلکار تھا۔ پھر مجھے تعمیر نو کا شعبہ دیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ ماہ قبل مولانا محمد حسن کی ترقی ہونے کے بعد شورائے عالی نے قندھار کا والی بنا دیا ہے میں اس ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہوں۔ ہماری پہلی ترجیح امن وامان ہے تا کہ عوام سکون کی نیند سو سکیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم اس مقصد میں بڑے کامیاب رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق اور طالبان حکمرانوں کی گرویدگی

ہمارے پروٹوکول آفیسر مولانا یوسف شاہ گاڑی لے کر آگئے۔ ریسٹ ہاؤس اسی طرح آباد اور پررونق تھا۔ مولانا سمیع الحق بارات کا دولہا بنے مرکزی صوفے پر تشریف فرما تھے۔ اکوڑہ خٹک کے سرچشمۂ فیضان سے کسبِ فیض کرنے والے طالبان ان پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے تھے۔ قندھار کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی، شورائے عالی کے سینئر رکن احسان اللہ احسان، رئیس امور خارجہ ملا محمد غوث اخوند، پانچ صوبوں کے نظم کے سربراہ مولانا محمد حسن، عدالتوں کے قاضی انتظامیہ کے ارکان، اور صف اول کے قائدین صبح ہی صبح مولانا کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے تھے۔ ہم بھی مریدانِ ارادت کیش کی طرح ایک دیوار کے ساتھ لگے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ کمرے کے وسیع فرش پر قالین بچھے تھے جس پر مولانا کے وفد کے اراکین اور طالبان جلوہ گر تھے۔ اتنے میں اطلاع ہوئی کہ امیر المومنین تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں افغانستان کے دو تہائی رقبے پر محیط پندرہ صوبوں کے حاکم مطلق کا جاہ وجلال انگڑائی لینے لگا۔

درویش صفت پیدل معذور گورنر محمد حسن رحمانی

گاڑیاں گورنر صاحب کے سیکریٹریٹ سے سڑک پر آئیں تو ہم نے فٹ پاتھ پر ایک معذور شخص کو لاٹھی ٹیکتے آہستہ آہستہ چلتے دیکھا۔ اوئے یہ تو ملا محمد حسن رحمانی ہیں۔ قندھار کے گورنر' گاڑیاں رک گئیں اور وہ کسی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے' میں نے ڈرائیور سے پوچھا۔ ''گورنر صاحب پیدل کیوں چل رہے تھے'' وہ بولا...... ''ان کے پاس یہی ایک گاڑی ہے جو آج کل آپ کے زیر استعمال ہے'' مجھے معروف ادیب شاعر اور ڈرامہ نگار اشفاق احمد کی یاد آئی جو تلقین شاہ کے روپ میں اپنے ملازم ہدایت اللہ سے ہمیشہ ایک بات کہتا ہے'' ہدایت اللہ تم ترقی نہیں کر سکتے۔ تم باورچی کے باورچی ہی رہو گے'' امانت' دیانت' شرافت اور

صداقت کا پیکر ہدایت اللہ نادم سا ہوکر کہتا ہے ''حضور آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' میں نے دل ہی دل میں درویش صفت، غریب و سادہ معصوم میزبانوں سے کہا۔

''افغان بھائیو! تم کبھی ترقی نہیں کرسکتے۔تم مجاہد کے مجاہد ہی رہوگے'' مجھے یقین ہے کہ اگر میں یہ بات نہاں خانہ دل سے نکال کر ہونٹوں پر لے آتا تو میرے میزبان ہرگز ہدایت اللہ کی طرح نادم نہ ہوتے وہ سینہ تان کر کہتے ''ہم ایسی ترقی پر لعنت بھیجتے ہیں جو ہم سے مجاہد کا بانکپن چھین لے''۔ پھر مجھے اپنے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار عارف نکئی کا خیال آیا جو بیسیوں گاڑیوں کا بیڑا ہوتے ہوئے آج کل اپنی BMW کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ لڑ رہے ہیں۔

ملا رحمانی اور عارف نکئی کا موازنہ

میں دیر تک ملا محمد حسن رحمانی اور سردار محمد عارف نکئی کا موازنہ کرتا رہا اور آخر کار یہ سوچ کر سر جھٹک دیا کہ کہاں تصوراتی آسائشوں سے آراستہ جدید ترین گاڑی میں جلوہ فگن شخص اور کہاں قندھار کی گرد آلود سہ پہر میں ادھڑی ہوئی فٹ پاتھ، پر لاٹھی ٹیکتا مولوی۔ دونوں رئیسانِ ولایت سہی لیکن جاہ و جلال اور فقر و غنا کے معیارات اور پیمانے جدا جدا ہوتے ہیں۔ گاڑیاں واپس آرہی تھیں۔ میری نگاہیں احمد شاہ ابدالی کے مزار کے پرشکوہ نیلگوں گنبد کی طرف اٹھ گئیں۔ میں BMW اور قندھار کی ادھڑی ہوئی فٹ پاتھ کے آشوب سے نکل کر بہت دور سرزمین ہسپانیہ کی سمت جانکلا اور میرے ذہن میں اردو کی سب سے عظیم نظم مسجد قرطبہ کے اشعار گونجنے لگے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں، کارکشاؤ کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندہ مولاصفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دل نواز
نرم دم گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز
نقطہ پرکار حق، مرد خداکا یقیں
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ

علامہ اقبال کے کلام کی شوکت وعظمت نے ایسا جادو جگایا کہ میں BMW کے لئے ہلکان ہوتی ہوئی وطن عزیز کی پست قامت قیادت کے تصور سے آزردہ ہوگیا اور مغرب کے کچھ دیر بعد قندھار کی رات کے اولین لمحوں میں یہ آزردگی گہرے دکھ میں بدل گئی۔عصر کی نماز کے بعد طالبان ہمیں قندھار کے مضافات میں لے گئے۔آب رواں اور انگوروں کے باغات کے دلکشا منظر نے سفر کی ساری تھکن اتار دی۔

قندھار کے مضافات کی شام ملا عمر امیر المومنین کی تنہا گاڑی چلاتے ہوئے اچانک آمد

مولانا سمیع الحق کی روایتی شگفتگی کھلی فضاؤں کی مشکبو ہواؤں نے دو چند کردی۔اب کے ہم مولانا کی ہی گاڑی میں بیٹھے تھے خوش رنگ شعروں کے شگوفے پھوٹنے لگے۔اور پہاڑوں سے اترتی قندھار کی خوبصورت شام پازیب بجاتی پلک جھپکنے میں وادی کے بیچوں بیچ آ کھڑی ہوئی۔کسی مجاہد نے اذان دی۔ دریائے ارغنداب کے نواح میں بہتے پانی کی ایک نہر سے سب نے وضو کیا' مولانا سمیع الحق کی اقتداء میں نماز پڑھی۔اندھیرا غالب ہورہا تھا اور وادی میں خنک شام بڑی بھلی لگ رہی تھی۔مخالف سمت سے ہمیں دو تین گاڑیوں کی روشنیاں نظر آئیں جو کچی سڑک پر ہچکولے کھاتی آرہی تھیں۔ یہ علاقہ کسی قدر بے آباد اور ویران تھا۔ طالبان بھی چوکنے ہوگئے۔گاڑیاں قریب آئیں اور رک گئیں۔درمیان والی گاڑی کا دروازہ کھلا اور ڈرائیونگ سیٹ سے ایک سیاہ پوش نوجوان اترا۔ طالبان سراپا احترام ہوگئے ۔یہ ان کے امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند تھے۔ پہلی اور تیسری گاڑی میں ان کے محافظین سوار تھے۔ملا عمر اتر کر ہمارے پاس آئے، ملے، حال احوال پوچھا۔اپنے کندھے سے چادر اتار کر زمین پر ڈالی اور بیٹھ گئے۔مولانا سمیع الحق انکے پہلو میں تھے۔سارا مجمع حلقہ بنا کر بیٹھ گیا۔ملا محمد عمر نے دو چار منٹ رسمی گفتگو کی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اوراپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔معلوم ہوا کہ یہ ان کا معمول ہے۔سرِ شام وہ اپنی اقامت گاہ سے نکلتے اور رات کا بیشتر حصہ مختلف بستیوں' شاہراہوں' پولیس چوکیوں اور عسکری مورچوں کے معائنے میں گزارتے ہیں' گراں خواب حکمرانوں کے اس عہد فسوں کار میں شب زندہ دار امیر المومنین کی یہ حکایت سب کے دلوں کو گرما گئی۔